نام کتاب ، سرِّ حیات (کائنات کی روحانی تشریح)

مصنف ، محمد منیر

تقسیم کار ، الکوثر ڈیپارٹمنٹل اینڈ ڈرگ سٹور، سپر مارکیٹ، شالیمار ۶، اسلام آباد

تعداد صفحات ، ۲۱۷ ———— قیمت ۳۵ روپے

انسان خود شعور جاندار ہے۔ اسی بنا پر انسان سوچتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ وہ کیا ہے، کیوں ہے، کہاں سے آیا اور کہاں جائے گا، نیز یہ کائنات کیا ہے، کیسے معرض وجود میں آئی، کیا اس کا کوئی خالق ہے، زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے اور موت کے بعد کیا ہوگا۔ اسی سوچ اور سوال کے جواب میں انسانوں کے درمیان دو قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں، ایک کو مادی نظریہ کہتے ہیں اور دوسرے کو روحانی نظریہ۔

مادی نظریہ رکھنے والوں کا خیال ہے کہ کائنات کا اصل اور خالق مادہ ہے۔ مادہ کے باہمی تعامل اور کشمکش کے نتیجہ میں زندگی پیدا ہوئی اور پھر اس میں ارتقا ہوتا رہا اور اسی سلسلۂ ارتقا سے انسان معرضِ وجود میں آیا۔ جب تک عناصر میں ظہورِ ترتیب رہتا ہے زندگی ہے اور جب یہ اجزاء یا عناصر منتشر یا پریشان ہو جاتے ہیں موت واقع ہو جاتی ہے اور بس۔ موت کے بعد نہ کوئی زندگی ہے اور نہ ہی مادی وجود سے الگ کائنات کا کوئی خالق ہے۔ اور یہ کہ خدا نے ہم کو پیدا نہیں کیا بلکہ ہم نے خدا کو پیدا کیا ہے۔

کائنات کے متعلق مادی نظریہ کا حتمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنی مادی ضروریات کو پورا کرے اور اپنی جبلتوں کی تسکین کرے اور اس کے لئے وہ جو بھی طریقہ اختیار کرے اور جو عمل بھی کر گزرے بجا ہے اور درست ہے۔ انجام اس نظریہ اور عمل کا کیا ہے؟ اخلاقی بے راہ روی، جنسی زدگی، ظلم و استحصال اور جبر و تشدد۔

کائنات کے متعلق روحانی نظریہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ کائنات (کی ایک ایک چیز) کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔ انسان کائنات کی اعلیٰ مخلوق ہے، اپنے افعال و اعمال کی ذمہ دار ہے اور موت کے بعد انسان ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد بھی زندگی ہے جس میں اچھے اور برے اعمال کے نتائج سامنے آئیں گے۔ انبیاء علیہم السلام نے اسی نظریہ کی تعلیم دی اور انسان کو ایمان بالغیب کی تلقین کی تاکہ وہ یقین و ایمان کی

روشنی میں زندگی گزارے اور اپنے وجود کو اور تخلیق کائنات کو عبث نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں راہنمائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ قرآن مجید میں اور آپ کی تعلیمات میں اس نظریہ کو وضاحت اور تکرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

پچھلی ڈیڑھ دو صدیوں میں بعض وجوہ کی بنا پر کائنات کے متعلق مادی نظریہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس نظریہ کے علمبرداروں نے سائنسی مشاہدات کو اپنے نظریہ کی دلیل بنایا اور عوام چونکہ سائنسی مشاہدات ان کی دسترس میں نہیں ہوتے اس نظریہ سے بہت مرعوب ہوئے اور یوں اس نظریہ کی تشہیر کے شور و شغب اور مادی ترقیات' کی چکا چوند میں روحانی نظریہ ماند پڑ گیا۔ تاہم خالق کائنات کے عمل تخلیق کے ذریعہ نبی کی وساطت سے مہیا کردہ انسانی راہنمائی اپنے اندر کائناتی یعنی غیر متبدل اقدار رکھنے کی بنا پر ہمیشہ زندہ اور پائندہ رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصنف کو یہ توفیق بخشی کہ اس نے انسان کے موجودہ گمراہ کن نظریات جنہیں سائنسی نظریات کا نام دیا جاتا ہے اور جنہوں نے انسانی قدروں کو بُری طرح پامال کر کے رکھ دیا ہے کی خامیوں کو اللہ تعالیٰ کی اس راہنمائی کی روشنی میں پرکھ کر کائنات کی ایسی روحانی تشریح کی ہے جو انسانی عقل کے ذریعہ تیار کئے گئے ان نظریات کے مقابل از خود کائنات یعنی تخلیق انسانی کی سائنسی تشریح بن کر ابھری ہے۔

مصنف کا موقف یہ ہے کہ سائنسی انکشافات کی صحت اپنی جگہ مسلّم ہے مگر ان معلومات اور انکشافات سے مادیئین نے جو نتائج اخذ کئے ہیں اس میں انہوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ مثلاً سائنسی تجربات اور تجزیات سے یہ انکشاف ہوا کہ مادہ چند امواج۔ الیکٹرونز اور پروٹونز۔ مثبت اور منفی باروں کا مجموعہ ہے گویا مادہ، منجمد قوت ہے۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کائنات کی اصل ہی انرجی یا قوت ہے۔ مصنف نے یہاں وضاحت کی ہے کہ قوت یا حرکت کائنات کی اصل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ ہر آن متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے پس حادث چیز کو کائنات کی اصل مان لینا غلطی ہے۔

مصنف کے نزدیک کائنات کی اصل شعور مطلق (اللہ) ہے اور یہ کائنات یا تخلیق شعور مطلق کی صفات کا اظہار ہے، شعور مطلق سے جس چیز کا ظہور ہوا اس کا نام شعور ہے اور اس میں خالق کی کشش اور محبت کا کرنٹ زندگی ہے جو مختلف تخلیقی مراحل (طبقاً عن طبق) سے ایک خاص مقصد اور اٹل فطری قوانین کے تحت گذار کر خود شعوری (انسان) کی منزل تک پہنچائی گئی ہے تاکہ وہ شعور مطلق کی معرفت حاصل کر سکے

موت سے انسان کا نفسی ، جسم مرتا ہے انسان نہیں مرتا اور زندگی یا خود شعوری برقرار رہتی ہے۔ کائنات کن تخلیقی مراحل سے گذری ہے اور ان تخلیقی مراحل سے گذارنے کا مقصد کیا ہے مصنف نے اس بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ ذہن نشین کرایا ہے۔

اسی طرح یہ سائنسی انکشاف بھی درست ہے کہ زندگی میں ارتقا ہوا ہے، مگر اس سے ڈاروِن اور اس کے ہم خیال لوگوں نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انسان کی خود شعوری یا ہستی محض ایک حادثہ ہے جو مادہ کی اندھی قوتوں کے رحم وکرم ، ماحول اور اتفاقات کی وجہ سے ظہور میں آئی ، محض غلط ہے اس لئے کہ جو کام اندھا دھند طور پر ہوتا ہے اس میں کوئی قوانین نہیں ہوتے جبکہ کائنات میں فطری قوانین کی ہمہ گیری ایک مسلّم بات ہے۔ اس طرح مصنف نے میکاولی کے نظریۂ وطنیت ، میکڈوگل کے نظریۂ جبلّت ، فرائڈ کے نظریۂ جنسیت اور کارل مارکس کے نظریۂ اشتراکیت کا تجزیہ کر کے ان کی غلطی کی نشاندہی کی ہے۔ نیز مصنف نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان نظریات سے گذشتہ برسوں میں جو نتائج رونما ہوئے ہیں یعنی قتل وغارت ، جنگ وجدل ، استعمار و استحصال ، اخلاقی بے راہروی اور ذہنی عدم سکون وغیرہ وہ خود اس بات کی شہادت ہیں کہ یہ نظریات انسان کے مقصد (تخلیق) کے منافی ہیں اور سراسر غیر فطری ہیں۔ اس کاوش پر مصنف تحسین کے لائق ہیں۔ ان کی کتاب میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے راہنمائی اور تشنہ روحوں کے لئے شادابی کا وافر مواد موجود ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اس صدی کی بہترین کتاب ہے اور بہترین تحفہ ہے جو اہل اسلام کی طرف سے غیر مسلموں کو پیش کیا جائے۔ اس کتاب کو عالم اسلام میں متعارف کرانے کے لئے اس کا عربی ترجمہ اور اسے مغربی دنیا میں پیش کرنے کے لئے یورپ کی متداول زبانوں میں اس کا ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے مصنف کے لئے تن تنہا اس کام کو سرانجام دینا دشوار ہے۔ ان کا جو فرض تھا وہ انہوں نے بحسن وخوبی ادا کر دیا ہے ، اب اہل فکر ، اہل خیر اور ارباب حکومت کا فرض ہے کہ استفادہ عام کی غرض سے اس کی اشاعت اور ترجمہ کا انتظام کریں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

33636

(غلام مرتضٰے آزاد)